علم قربانی اور مجاہدہ چاہتا ہے!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

طالبانِ علوم نبوت کا کارواں ایک بار پھر حصول منزل کے لیے رَواں دَواں ہے۔ مدارسِ دِینیہ کی رونقیں پھر سے لوٹ آئی ہیں، وہ درودیوار جو قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں کی گونج سے کچھ دن کے لیے محروم ہو گئے تھے، ایک بار پھران نغمہ بار صداؤں سے جھوم اٹھے ہیں۔ طلب علم سے بڑھ کر بھی کوئی نشاط ہوسکتا ہے؟ دنیوی عیش وعشرت اور عارضی لذتوں میں ڈوبے لوگ کیا جانیں کہ حدیث وتفسیر اور فقہ کی کسی کتاب کی محض ورق گردانی میں وہ سرور ہے جو بادہ انگبیں سے لبریز جام میں نہیں۔ قابل صد مبارک ہیں وہ اصحاب عزیمت جنہوں نے علم کی تلاش میں فی سبیل اللہ ہجرت کی، اپنے اعزہ واقربا اور وطن کو خیر باد کہا، دنیوی افکار اور پریشان خیالیوں سے یکسو ہوکر ایک در پر ڈیرہ جمالیا، اب آپ ہیں اور کتاب وسنت کی معطر فضائیں ہیں۔ یقین رکھیے کہ آپ سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے آغاز ہونے والے سلسلۃ الذہب میں شامل ہو چکے ہیں، جو امام اعظم ابوحنیفہ، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام زفر وابو یوسف، عبداللہ بن مبارک...... سے ہوتا ہوا امام ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز، حضرت قاسم نانوتوی، حضرت محمود حسن دیوبندی، حضرت حسین احمد مدنی، حضرت انور شاہ کشمیری اور آپ کے اساتذہ تک پہنچتا ہے۔

ہمارے اکابر واسلاف نے طلب علم میں کبھی بخل سے کام لیا نہ راستے کی مشقتوں، کلفتوں اور مصائب ومشکلات کو خاطر میں لائے۔ تاریخ میں ایسے ایسے محیر العقول واقعات درج ہیں کہ انسان پڑھتا ہے اور سر دھنتا ہے۔ یہ فضیلت صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے کہ اس کے رجال میں ایسے عالی ہمت، باوفا علم کے رسیا اور کوہ کن صفت افراد نے جنم لیا کہ زمانہ جن کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ایسا ہی ایک نادر واقعہ حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بقی بن مخلد اندلسی رحمہ اللہ کا لکھا ہے۔ طلب علم کے لیے ان کا عجیب اور انوکھا واقعہ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک کچھ لوگوں کو اپنے دین کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دین کی حفاظت کے

لیے انتخاب بھی براہِ راست اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔اور جب انتخاب ہوجائے تو اس سے زیادہ خوش نصیبی کیا ہوسکتی ہے؟

امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ اندلس کے رہنے والے تھے،تب یہ خطہ عالم اسلام کا آخری کنارا تھا۔وہاں سے انہوں نے علم حدیث کے لیے سفر شروع کیا۔ان کا ارادہ تھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے حدیث حاصل کروں گا، جو اس وقت بغداد میں قیام رکھتے تھے۔بقی بن مخلد کے شاگردوں نے لکھا ہے کان جلداً طوالاً،طویل القامت تھے اور مضبوط جسم کے تھے، زندگی میں کبھی سوار نہیں دیکھے گئے۔مسلسل پیدل چلتے رہتے تھے۔وہاں (اندلس) سے پیدل چلے ہیں، ہزاروں کلومیٹر سفر کیا، اثنائے راہ میں صحرا بھی ہیں، وادیاں بھی ہیں، فلک بوس پہاڑ بھی ہیں اور آج کی طرح نہیں کہ پہلے سے موبائل فون کے ذریعے معلوم کرلیا کہ فلاں استاذ تشریف رکھتے ہیں یا نہیں؟......بس یہ ارادہ لے کر چلے تھے کہ امام احمد بن حنبل سے تحصیل علم کرنا ہے......بقی بن مخلد کہتے ہیں کہ جب میں بغداد پہنچا تو معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل حکومت کے معتوب ہیں اور نظر بند ہیں۔ان کے درس حدیث پر حکومت نے پابندی لگادی ہے۔اب بتایئے،ایک شخص پیدل چل کر ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرکے آئے اور وہاں پہنچ کر یہ سنے تو اس پر کیا گزرے گی؟!

بقی بن خلد کہتے ہیں جب میں بغداد میں داخل ہوا تو کسی طرح معلوم کرلیا کہ امام احمد بن حنبل کا گھر کہاں ہے؟......دروازے پر پہنچا، دستک دی،امام صاحب باہر تشریف لائے اور مدعا پوچھا۔

بقی بن مخلد نے بتایا کہ میں بہت دور سے تحصیل علم کے لیے آیا ہوں!

امام صاحب نے فرمایا کہ آپ کو تو معلوم ہوگا کہ مجھ پر پابندی ہے، میں تو درس نہیں دے سکتا۔

بقی بن مخلد کہنے لگے میں تو بہت دور سے آیا ہوں!

امام صاحب پوچھنے لگے کہاں سے آئے ہو؟ مغرب اقصیٰ (مراکش) سے؟!

کہا:نہیں اس سے بھی آگے۔

بڑی حیرت ہوئی انہیں اور کہا اچھا!!......اور سوچ میں پڑ گئے۔

اس پر بقی بن مخلد رحمہ اللہ نے تجویز دی کہ میں اس طرح کروں گا کہ فقیروں کا بھیس بدل کر یہاں آکر صدا لگایا کروں گا، آواز دیا کروں گا۔اس وقت اگر باہر گلی میں دیکھنے والا نہ ہو تو آپ آیئے گا اور صرف ایک حدیث بیان کردیجیے گا۔آپ سے سن کر چلا جایا کروں گا۔چناں چہ انہوں نے معمول بنالیا۔بھیس بدل کر مانگنے والوں کے روپ میں روزانہ جاتے اور آواز لگاتے...... ایھا الناس...... ایھاالناس اجرکم علی اللّٰہ!...... یہ طریقہ تھا اس

وقت کے مانگنے والوں کا۔

امام صاحب آواز سنتے اور دروازے پر آتے۔ بقی بن مخلد قریب جا کر اپنا کشکول سامنے کر دیتے۔ امام احمد اتنی دیر میں ایک سکہ بھی ڈال دیتے اور حدیث بیان کرتے۔ اس کے بعد بقی بن مخلد وہاں سے چل پڑتے۔

کافی وقت اس طرح گزر گیا، روزانہ ایک حدیث اس طرح سنتے، یہاں تک کہ خلیفۂ وقت دوسرا آ گیا۔ حکومت بدل گئی، پابندی اٹھالی گئی۔ امام احمد بن حنبل کا درس حدیث پہلے سے بھی زیادہ زور وشور سے شروع ہو گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں جب پہلے دن درس حدیث کی سماعت کے لیے گیا تو بہت مجمع تھا، مجھے ذرا تاخیر ہو گئی تھی۔ آپ کا حلقہ شروع ہو چکا تھا۔ مجھے جگہ نہیں ملی، امام احمد بن حنبل نے دور سے مجھے دیکھا تو پہچان لیا! کہنے لگے بھئی راستہ دو یہ ہے اصل طالب علم!......اس کے بعد امام صاحب بقی بن مخلد کو پہلی صف میں بٹھاتے تھے۔

طلب علم کا یہ غیر معمولی واقعہ ہے۔ ان حضرات کی جو محنتیں ہیں، اللہ پاک نے کس طرح قبول فرمائیں اور کیسے کیسے افراد کو پیدا کر دیا۔ اسلامی تاریخ میں سب سے بڑی مسند جو لکھی گئی وہ بقی بن مخلد کی ہی ہے۔ اس مسند میں صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پانچ ہزار روایات ہیں۔ اس کتاب کے بعض اجزاء نایاب ہیں، کچھ جلدوں میں یہ مسند شایع ہوئی ہے، باقی نایاب ہیں، یعنی اسلامی تاریخ کی حدیث کی سب سے ضخیم ترین کتاب لکھنے والے بقی بن مخلد ہیں۔

بہر حال اس واقعے میں غور کرنے والوں کے لیے بہت سے اسباق ہیں۔ حصول علم کے لیے غیر معمولی مشقت برداشت کرنا، علوم حدیث کے ساتھ والہانہ لگاؤ، انہماک فی العلم، استاذ کا ادب واحترام۔ اس باب میں صرف امام بقی بن مخلد منفرد نہیں بلکہ بے شمار اہل علم نے اس راہ میں غیر معمولی مشقتیں برداشت کی ہیں۔

علوم نبوت کا حصول اور اس کی توفیق مل جانا معمولی بات نہیں، یہ اللہ پاک کا انتخاب ہے، اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے، جن خوش نصیب طلبہ کو یہ توفیق مل گئی ہے، ان کی ذمہ داری ہے کہ انہوں نے خود کو اس کا اہل ثابت کرنا ہے۔ خصوصاً وہ طلبہ جو دورہ حدیث شریف میں ہیں یا تخصص فی الحدیث کے طالب علم ہیں، ان کے لیے یہ وقت نہایت قیمتی ہے۔ یہ وقت پھر عمر بھر دوبارہ نہیں ملے گا۔ اس لیے خوب محنت کی ضرورت ہے۔ طلب علم کے ساتھ انابت الی اللہ، زاری اور تضرع کی توفیق مل جائے، تعلق مع اللہ بھی نصیب ہو جائے تو منزل کا حصول چند گام باقی رہ جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ......وما علینا الا البلاغ!